احمدی نوجوانوں کے لئے

اس شمارے میں آپ کے لئے

اپریل 1992ء

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

تمام قارئین کو عید مبارک

اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقی مسرتوں اور خوشیوں والی ہزاروں عیدیں نصیب کرے۔

اس طرح پڑھا جائے

"خالد" ماہ مارچ کے شمارے میں بعض جگہ پروف کی غلطیاں رہ گئی تھیں۔ براہ کرم درج ذیل تفصیل کے مطابق اس کی تصیح فرمالیں۔

صفحہ نمبر9 کالم نمبر1 سطر نمبر13 23 مارچ1889ء

- صفحہ نمبر31، کالم نمبر1، سطر نمبر6:- "اس سے پہلے معاون صدر رہ چکے ہیں"
- صفحہ نمبر31، کالم نمبر2، سطر نمبر13:- "میرے ددھیالی رشتہ دار"
- صفحہ نمبر32، کالم نمبر1، سطر نمبر8:- "ہم نے اسے نبی بنایا کیونکہ وہ فنائی الرسول تھا"
- صفحہ نمبر35، کالم نمبر1، سطر نمبر2:- "..... چھالیہ ہیں اور یہ دونوں ہی....."
- صفحہ نمبر38 پر مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب کی غزل کے شعر نمبر9 کا پہلا مصرعہ یوں پڑھا جائے "جس کو ذلت کا خوف رہتا ہو"
- اسی طرح صفحہ 34 کے بعد پہلے صفحہ 36 اور پھر صفحہ 35 پڑھا جائے۔

ادارہ اس تکلیف اور سہو پر معذرت خواہ ہے۔

جلد39 شمارہ6 قیمت4روپے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

اداریہ

رمضان المبارک کے تقاضے

ہر چند کہ معمول اور ماہ و سال کی طرح رمضان کا مبارک مہینہ جو بہار اندر بہار کا سماں لے کر آیا رخصت ہوا۔ لیکن یہ برکتوں والا مہینہ ایسا نہیں کہ اسے عام مہینوں کی طرح الوداع اور خیر باد کہہ دیا جائے بلکہ رمضان کا حق یہ ہے کہ اس کی برکات اور نیکیوں کو دوام بخشا جائے اور ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی میں اسے جاری کر دیا جائے تبھی تو ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان سلامت گزرے تو سارا سال سلامت رہتا ہے اور دراصل رمضان کا مہینہ اسی حقیقی مقصد کے لئے آتا ہے، درحقیقت یہ ایک روحانی مشق کا مہینہ ہے، اپنے اندر ایک پاک اور نیک تبدیلی پیدا کرنے کا مہینہ ہے اور اس کا بنیادی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ انسان ایک رمضان کی پاک تبدیلی آئندہ گیارہ مہینوں میں قائم اور برقرار رکھے اور اگر رمضان سے ہماری زندگیوں میں ایسے حقیقی انقلاب رونما نہیں ہوتے تو اس کا آنا یا نہ آنا برابر ٹھہرا۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ جس طرح ایک عقلمند اور دانا اور ہوشیار کسان بارش کے موسم میں اپنے کھیتوں کو پانی دینے کے لئے، اپنی فصلوں کو سیراب کرنے کیلئے نالوں اور کھیتوں کی خوب اچھی طرح صفائی کرتا ہے تاکہ بارش کا پانی ضائع نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اسی طرح رمضان کا مہینہ بھی روحانی بارشوں کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کی بارش کا مہینہ ہے۔ اس بارش کے مہینے سے ہمیں اپنے آپ کو محروم نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ بارش ایسی نہیں ہونی چاہیئے جیسے گلی محلوں میں ہونے والی بارش جو کہ عارضی صفائی کر کے چلی جاتی ہے بلکہ دانا کسان کی طرح پوری توجہ اور محنت اور لگن کے ساتھ ہمیں اپنے نفس کی صفائی کرنی چاہیئے اور اپنے دل اور روح کو سیراب کرنے کے سامان کرنے چاہئیں۔ اور پھر جب رمضان کا مہینہ گزر جائے تو بھی اپنی تاثیرات اور نیک اثرات کے اعتبار سے ہمارے دل اور ہماری روح سے وہ کبھی رخصت نہ ہو اور رمضان کے مہینہ میں پیدا ہونے والی نیک تبدیلی ایک مستقل اور دائمی تبدیلی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں پانچ وقت نماز کے لئے حاضر ہونا، تلاوتِ کلامِ پاک، درس و تدریس اور دوسرے نیک کام اسی طرح جاری رہنے چاہئیں

اس ضمن میں خدام الاحمدیہ کے مقامی عہدیداران صاحبان کی خدمت میں بھی مؤدبانہ گذارش ہوگی کہ وہ یہ تسلسل جاری رکھنے کا مناسب انتظام و انصرام فرمائیں اور عملی رنگ میں جدوجہد فرمائیں اور نمازوں میں حاضری، تلاوتِ قرآن پاک اور درس و تدریس وغیرہ کا جائزہ لیتے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی روزمرہ دعاؤں کے آئینہ میں

(مکرم نوید احمد صاحب مربی سلسلہ)

عربی زبان کا ایک فقرہ ہے مَنْ اَحَبَّ الشَّیءَ اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ کہ جو شخص جس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے وہ اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ پس یہ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ اپنے محبوب کے اوصاف حسنہ اور خصائل حمیدہ کا تذکرہ اس کے ورد زبان رہتا ہے۔ اس کی ہر بات کا مآل محبوب کی خوشنودی اور ہر عمل کا ماحصل معشوق کی رضا جوئی ہوتا ہے۔ اگر محبوب اس سے راضی ہو تو یہی اس کا جام حیات ہے اور محبوب کی تھوڑی سی ناراضگی اسے بے کل کر دیتی ہے اور وہ اسے اپنی موت خیال کرتا ہے۔

محبت ایک نشہ ہے۔ جس طرح ایک "موالی" کو ایک جام سے قرار نہیں پڑتا اور وہ جام پر جام چڑھاتا ہے اور اس کے خمار کی لذت میں ڈوبتا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک محب اپنے محبوب کی یاد میں تڑپتا ہے اور اس کے ذکر سے لذت پاتا ہے۔

عابد کو عبادت میں مزا آتا ہے
قاری کو تلاوت میں مزا آتا ہے
میں بندہ عشق ہوں مجھے تو صاحب
دلبر کی محبت میں مزا آتا ہے

آپؐ خدا کے بے مثال عاشق تھے۔ آپ کو خدا سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ ہر وقت خدا کے عشق کے نغمے گاتے تھے۔ سوتا ہو یا جاگتے ہوں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، گھر سے نکلتے ہوں یا واپس آتے ہوں، نماز پڑھنے جائیں یا نماز پڑھ کر واپس آئیں، بازار جائیں یا بازار سے واپس آئیں، تہجد کی ابتدا کریں یا اختتام، کپڑے پہنیں یا آئینہ دیکھیں، بیت الخلاء جائیں یا وضو کریں، کوئی اہم معاملہ درپیش ہو یا کسی بیمار کی عیادت کرنی ہو، کسی مجلس میں تشریف لے جاتے ہوں یا مجلس سے واپس آئیں ہر وقت آپ کی زبان خدا کے ذکر سے تر رہتی تھی۔

آپ کی اسی وارفتگی اور ذکر الٰہی کو دیکھ کر کفار مکہ بھی پکار اٹھے "عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ اپنے خدا کے ذکر میں محو ہو گیا ہے۔ اسے خدا کے سوا کسی چیز کا ہوش ہی نہیں۔ 1400 سال قبل کے مشرکوں کا کیسا سچا اعتراف ہے اور یہ اعتراف چودہ صدیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور کا ایک مستشرق ڈاکٹر اے۔ سپرنگر بھی اسی عشق و محبت اور ذکر الٰہی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"محمدؐ تیز فہم اور نہایت مرتبے کے عالی نظر تھے۔ ان کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ ان کو نکلتے ہوئے آفتاب، برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا یدِ قدرت نظر آتا تھا۔ اور بجلی کی کڑک اور آواز آب اور پرندوں کے نغمے حمد الٰہی میں خدا کی آواز سنائی دیتے تھے اور سنسان جنگلوں، پرانے شہروں کے خرابات میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے"۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ

(ترمذی)

کہ نبی اکرمؐ ہر وقت خدا ہی کا ذکر کیا کرتے تھے۔

آپؐ کے اس ذکر الٰہی کا ایک طریقہ اور محبت و عشق الٰہی کا ایک اظہار آپؐ کی وہ دعائیں ہیں جو آپؐ نے اپنی روزمرہ زندگی میں مختلف کام کرتے ہوئے اور مختلف مواقع پر خدا سے کیں۔ آپؐ ہر وقت خدا سے دعائیں کرتے تھے۔ ہر کام کرنے سے قبل اور کام ہو جانے کے بعد خدا سے توفیق و احسان کے شکریہ میں دعا کرتے تھے۔ آئیے آنحضورؐ کی روزمرہ دعاؤں کی ایک جھلک دیکھتے ہیں۔

بیداری کی دعا

آدھی رات کا وقت ہے۔ تمام انسان مزے سے سو رہے ہیں اور ہر طرف ایک عجیب سی خاموشی طاری ہے۔ ایسے میں ایک شخص بیدار ہوتا ہے اور آنکھ کھلتے ہی اس کی زبان یہ فقرہ ادا کرتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ

کہ سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہمارے مرنے کے بعد زندہ کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارا لوٹنا اسی کی طرف ہے۔

دعاؤں کی جس کہانی کی ابتدا اس دعا سے ہوتی ہے یہ کہانی یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ محبت و ذکر الٰہی کا جو دریا آنحضرتؐ کے دل میں موجزن تھا اس کی لہریں لحمہ بہ لحمہ جوش میں آتی جاتی ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا ہے آپؐ خدا کی یاد میں اور محو ہو جاتے ہیں۔

وضو کرنے کی دعا

آپؐ بیداری کے بعد خدا کے دربار میں پہنچنے کے لئے وضو فرماتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنادے اور مجھے

پاک ہونے والوں میں سے بنادے۔ اور پھر دن میں جتنی بار آپؐ وضو کرتے ہیں اتنی مرتبہ ہی خدا سے یہ دعا کرتے ہیں۔

تہجد شروع کرتے ہوئے دعا

وضو کے بعد آپؐ تہجد کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں تو تہجد شروع کرنے سے قبل یہ دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قِیَامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ. وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ. اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ

اے خدا ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔ تو آسمانوں اور زمین کا قائم کرنے والا ہے اور تیرے لئے ہی ہر تعریف ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا رب ہے۔ تو سچا ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے۔ تجھ سے ملاقات برحق ہے۔ جنت کا وجود حق ہے اور جہنم کا وجود بھی حق ہے اور قیامت کا آنا برحق ہے۔ اے اللہ تیرے لئے ہی میں نے فرمانبرداری اختیار کی ہے اور میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تجھ پر ہی میں نے توکل کیا ہے اور تیری ہی طرف میں جھکتا ہوں اور میں تیرے حضور بااصرار فریادی ہوں اور تجھی سے فیصلے کا طالب ہوں۔ تو مجھے بخش دے جو گناہ میں پہلے کرچکا ہوں اور جو بعد میں سرزد ہوں اور جو میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا۔ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

فجر کیلئے مسجد جاتے ہوئے

آپؐ کا طریق یہ تھا کہ آپؐ تہجد کی نماز ادا کرتے۔ پھر فجر کی سنتیں ادا کرکے آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتے تھے اور جب فجر کی اذان ہوتی تو آپؐ مسجد کی طرف روانہ ہوتے تھے اور وہ وقت جو گھر سے مسجد جانے میں لگتا تھا اس دوران روزانہ خدا سے یہ التجا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَ عَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَ فَوْقِیْ نُوْرًا وَ تَحْتِیْ نُوْرًا وَ اَمَامِیْ نُوْرًا وَ خَلْفِیْ وَ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا

بارِ الٰہ! میرے دل میں نور بھردے اور میری زبان پرنور کردے اور میری آنکھوں میں نور وافر عطا کر اور میرے کانوں کو مجسم نور کردے اور میرے دائیں طرف روشنی کردے اور میرے بائیں طرف روشنی کردے اور میرے اوپر نور ڈال اور میرے نیچے بھی نور کردے اور میرے آگے بھی نور کردے اور میرے پیچھے بھی نور کردے اور میرے لئے نور ہی نور کردے۔

خدا تعالیٰ بھی آپؐ کی تضرعانہ التجاؤں کو کس پایہ کی

قبولیت بخشتا ہے۔ قرآن میں آپؐ کے ذکر میں فرماتا ہے

"نُورٌ عَلٰی نُورٍ" محمدؐ تو نوروں کا مجموعہ ہوگیا ہے۔

سبحان اللہ کیسی پیاری دعا تھی اور قبولیت دعا کا کیسا حسین تذکرہ ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے ہوئے

جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے واپس نکلتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

اے اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

نماز سے پہلے کی دعائیں

آپؐ مسجد میں پہنچتے اور نماز شروع کرتے اور دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تو ہر نماز سے قبل خدا کے حضور عرض کرتے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذَالِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا، اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ اٰمَنْتُ بِکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ

میں نے اپنے چہرہ کو اس ذات کے سپرد کردیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اسی کی طرف جھکنے والا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ میری نمازیں، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا عبد ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو میرے سارے گناہ بخش کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ مجھے احسن الاخلاق کی طرف ہدایت دے تیرے سوا اس کی ہدایت کوئی نہیں دے سکتا اور مجھ سے اخلاقی برائیاں دور کردے کیونکہ تیرے سوا ان کی برائیاں کوئی دور نہیں کرسکتا۔ میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تو بہت برکت والا ہے اور بہت بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں۔

پھر مزید یہ دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا۔ وَلَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اے میرے رب میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کون ہے جو گناہ بخش سکے۔ تو میرے گناہ

بخش اور مجھ پر رحم کر۔ تو بہت زیادہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

کس طرح نبیوں کا سردار، سید المعصومین باوجود شاہ دو جہاں ہونے اور باعث تخلیق کائنات ہونے کے بخشش کے لئے خدا سے دعائیں کرتا ہے۔

نماز کے بعد کی دعائیں

پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو یہ دعائیں کرتے ہیں

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ہی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حقیقی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روکے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ کسی مال دار اور طاقتور کو اس کا مال اور اس کی طاقت تجھ سے نہیں بچا سکیں گے اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکیں گے۔

پھر مزید عرض کرتے ہیں

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ مجھے اپنے ذکر، شکر ادا کرنے اور حسن عبادت کی توفیق دے۔

صبح کے وقت کی دعا

جب دن چڑھتا تو آپ ان الفاظ میں خدا کا شکر ادا کرتے۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ہم نے اور تمام دنیا نے خدا کے لئے صبح کی ہے اور حقیقی تعریف اللہ کی ہی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

گھر سے باہر جاتے ہوئے

آپؐ سارا دن مصروف کار رہتے اور آپؐ مصروف الاوقات انسان تھے۔ آپؐ جب بھی گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو ایسے الفاظ اپنے رب سے گویا ہوتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

اللہ کے نام کے ساتھ میں گھر سے نکلتا ہوں اور میں اللہ پر ہی توکل کرتا ہوں کیونکہ تیری توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں اور اے خدا میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا میں گمراہ کیا جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کوئی جہالت کی بات کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔

گھر میں داخل ہوتے ہوئے

جب آپؐ واپس گھر تشریف لاتے تو اندر داخل

ہونے قبل پہلے یہ دعا کرتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ عَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا

اے اللہ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں۔ گھر میں آنے کے وقت کی اور بھلائی مانگتا ہوں گھر سے نکلنے کے وقت کی۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم اس میں داخل ہوئے ہیں اور اللہ پر ہی جو ہمارا رب ہے ہم نے توکل کیا ہے۔

مجلس سے اٹھتے ہوئے دعا

جب آپؐ گھر سے نکل کر جاتے اور کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو مجلس سے واپس آتے ہوئے یہ دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ مَعْصِیَتِکَ وَ مِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَ مِنَ الْیَقِیْنِ مَا یُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مَصَائِبَ الدُّنْیَا اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَ قُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا

اے میرے اللہ تو ہمیں اپنی خشیت عطا کر یا اپنی خشیت میں سے ہمارے لئے جس کے ذریعے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک ہوجائے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اپنی اطاعت کا وہ مقام عطا کر جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے اور اتنا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب ہم پر آسان کردے۔ اے میرے اللہ ہمیں ہمیشہ اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور طاقتوں سے زندگی بھر صحیح طور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس میدان کا وارث بنادے اور ہم پر جو ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے خلاف ہماری مدد فرما اور دین کے بارے میں کسی ابتلاء کے آنے سے بچا اور دنیا کو ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ بنا اور نہ یہ اپنا ہمارا مبلغ علم ہو اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

غور کیجئے کیسی جامع اور آسان دعا ہے اور ہمیں دعوت تقلید دے رہی ہے۔

آپ کا استغفار

آپ دن میں کثرت سے خدا سے استغفار کرتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

"میں خدا سے ایک دن میں ستر سے بھی زیادہ مرتبہ استغفار کرتا ہوں"۔ (ترمذی)

آپؐ خدا سے جن الفاظ میں استغفار کرتے تھے نمونہ کے طور پر ان میں سے صرف دو پیش کرتا ہوں۔ خدا کے حضور عرض کرتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَھْلِیْ وَ اِسْرَافِیْ

فِیْ اَمْرِیْ کُلِّہٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَ عَمَدِیْ وَ جَھْلِیْ وَ ھَزْلِیْ وَکُلُّ ذَالِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

اے خدا میری تمام خطائیں بخش دے اور میری جہالت اور زیادتی جو میں نے اپنے تمام کاموں میں کی اور وہ جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف کردے۔ اے خدا تعالیٰ تو میری خطائیں معاف فرما دے اور جو میں نے قصداً کیا اور جو میں نے جہالت اختیار کی اور میری سستیاں مجھے معاف کردے۔ یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں۔ اے خدا میرے سب گناہ معاف کردے اور جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں بھی سرزد ہوں گے اور جو میں نے ظاہراً کئے اور جن کو چھپایا ان سب خطاؤں کو معاف کردے۔ تو ہی آگے کرنیوالا ہے اور تو ہی پیچھے کرنیوالا ہے اور تو ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ خدا سے ان الفاظ میں گناہوں کی بخشش طلب کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ. اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی سے، بڑھاپے سے، گناہ سے، کسی چٹی کے پڑنے سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور آگ کے فتنہ سے اور آگ کے عذاب سے اور میں تجھ سے مال داری کے فتنہ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری پناہ میں آتا ہوں محتاجی کے فتنہ سے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں مسیح الدجال کے فتنہ سے۔ اے میرے اللہ میرے گناہوں کو ٹھنڈے پانی سے اور برفانی پانی سے دھودے اور میرے دل کو گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کردیتا ہے اور میرے اور گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ ڈال دے جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

بازار جانے کی دعا

آپؐ جب بازار کسی کام سے جاتے تو بازار میں داخل ہونے سے قبل یہ دعا کرتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا السُّوْقِ وَ خَیْرَ مَافِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَافِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا صَفْقَةً خَاسِرَةً

اللہ کے نام کے ساتھ۔ میں داخل ہوتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اس بازار کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جو اس میں ہے اور تیری پناہ میں آتا ہوں اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر

سے بھی۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں اس میں کوئی گھاٹے والا سودا پاؤں

شام کے وقت خدا کی یاد

غرض آپ کا سارا دن خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں اور التجائیں اور گناہوں کی استغفار کرتے ہوئے گزرتا۔ جب شام ہوتی تو آپؐ خدا کے حضور ان الفاظ میں عرض کرتے۔ فرماتے

اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اَسْأَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَ خَیْرَ مَا بَعْدَھَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَ شَرِّ مَابَعْدَھَا. وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَ عَذَابٍ فِی الْقَبْرِ.

ہم نے اور تمام دنیا نے خدا کے لئے شام کی ہے اور ہر قسم کی تعریف خدا کے لئے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ میں تجھ سے اس چیز کی جو اس رات میں ہے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس رات کے شر سے اور اس کے شر سے جو اس کے بعد ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سستی اور بڑھاپے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

سوتے ہوئے خدا کی یاد

رات کو آپؐ لیٹتے ہیں تو سونے سے قبل یہ دعا کرتے ہیں۔ پھر جب دن بھر کے کاموں کے بعد آپؐ تھک ہار کر لیٹتے ہیں تو خدا کے حضور ان الفاظ میں عرض کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّ رَھْبَۃً اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کردی ہے اور اپنی توجہ تیری طرف پھیر دی ہے اور میں اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ رغبت اور خوف تجھ سے ہی ہے اور میں تیرا ہی سہارا لیتا ہوں۔ کوئی پناہ گاہ اور نجات کی جگہ نہیں مگر تو۔ میں تیری کتاب پر جو تو نے نازل کی ہے ایمان لاتا ہوں اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا ہے ایمان لاتا ہوں۔

دعا ہی دعا

اس دعا سے ظاہر ہے کہ آپؐ سوتے جاگتے ہر وقت خدا کا ہی ذکر کرتے تھے اور اس کا آئینہ دار آپؐ کا وہ قول ہے جس میں آپؐ نے فرمایا "اے عائشہ میری آنکھیں تو سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا"۔

یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ کی دعاؤں کا ایک اجمالی خاکہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ حقیقت میں آپؐ کو خدا سے جو محبت تھی اور جس قدر آپؐ

خدا کا ذکر کرتے تھے اسے احاطہ تحریر میں و شمار میں لانا ممکن نہیں ہے۔ آپؐ کے لفظ لفظ سے خدا کی محبت، خدا کے عشق کے قطرات ٹپکتے تھے۔ آپؐ کے دل میں خدا کی محبت کا ایک دریا رواں تھا اور خدا کے عشق کی آگ بھڑک رہی تھی۔ ذکر الٰہی کی جو تڑپ آپؐ کے دل میں جس شدت سے تھی کسی اور انسان کے دل میں نہ کبھی ہوئی نہ ہوگی۔ آپؐ کو ذکر الٰہی اور خدا سے وصل ولقا کی اس قدر خواہش تھی کہ مرض الموت میں جب آپؐ کا آخری وقت آیا تو یہ دعا کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے

اللّٰھمّ بالرفیق الاعلیٰ

آپؐ کی زندگی کی ابتدا بھی خدا سے دعا کرتے ہوئی اور آپؐ کی زندگی کا اختتام بھی خدا کے ذکر پر ہی ہوا۔

آپؐ کی اس شبانہ روز کی والہانہ دعاؤں کو پڑھ کر سعید فطرت انسان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ درحقیقت یہی وہ دعائیں تھیں جنہوں نے دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ انہی دعاؤں کے ذریعے سے آپؐ نے مُردوں کو زندہ کیا اور ان میں ایسی روح پھونک دی۔ انہی دعاؤں نے مردہ عرب کی زمین کو زندہ کیا۔ انہی دعاؤں نے وحشیوں کو انسان بنایا پھر انہی دعاؤں نے انہیں باخلاق انسان بنایا اور پھر انہی دعاؤں نے انہیں باخدا انسان بنادیا۔

اور امر واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہوا اور جو کچھ برکات 1400 سال سے امت محمدیہ کو مل رہی ہیں وہ آپؐ کی 1400 سال قبل کی رات کی تاریکیوں اور دن کی روشنی میں کی گئی انہی والہانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے اور یہ انہی دعاؤں کا معجزہ ہے کہ امت محمدیہ کی کشتی ہر طوفان مخالفت میں ساحل پہ پہنچتی رہی ہے۔

آپ کی دعاؤں کی تاثیر کے متعلق حضرت مسیح موعود..... فرماتے ہیں۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ پہلے اس سے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھائیں جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں"۔ (برکات الدعا صفحہ 10)

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ و علیٰ آلِ محمّدٍ و بارک وسلم انک حمید مجید

پانچ بنیادی اخلاق میں سے

ایک خلق ــــ سچ کی عادت

"......سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ وہ قومیں جو ترقی یافتہ ہیں جو بظاہر اعلیٰ اخلاق والی کہلاتی ہیں، وہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق جھوٹ بولتی ہیں۔ اپنوں سے نہیں بولتیں تو غیروں سے جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کے فلسفے جھوٹ پر مبنی ہیں ان کا نظام حیات جھوٹ پر مبنی ہے، ان کی اقتصادیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ غرضیکہ اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو اگرچہ بظاہر ان کی زندگی کے کاروبار پر CIVILIZATION اور اعلیٰ تہذیب کے ملمع چڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ان کے اندر مرکزی نقطہ، جس کے گرد یہ قومیں گھوم رہی ہیں اور جن کے اوپر ان کی تہذیبیں مبنی ہیں وہ جھوٹ ہی ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے۔ مجھے تو اس وقت جماعت احمدیہ کے اندر دلچسپی ہے اور جماعت کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے، بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے بعض خطبات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے سچ بولنا بھی مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے اور مختلف مراحل سے تعلق رکھتا ہے اور کم سچا اور زیادہ سچا اور اس سے زیادہ سچا اور اس سے زیادہ سچا۔ اتنے بے شمار مراحل ہیں سچ کے بھی کہ ان کو طے کرنا بالآخر نبوت تک پہنچاتا ہے۔ اور صدیق کے مرحلے سے آگے خدا تعالیٰ نے سچائی کا جو مقام تجویز فرمایا ہے۔ اس کو نبوت کہا جاتا ہے ایسا سچا کہ جس کا کوئی پہلو بھی جھوٹ کی ملونی اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ لیکن یہ ہیں بڑے اور اونچے اور بلند منصوبے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔

مَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيهِم مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيقًا

کتنے عظیم الشان اور بلند منصوبے ہیں لیکن ان کا آغاز سچ سے ہوتا ہے اور کوئی شخص صالح بھی نہیں بن سکتا جب تک وہ سچا نہ ہو۔ اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر ہم ایسا کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لئے، بہت ہی آسان ہو جائیں گے اور ایسے بچے جو سچے ہوں وہ اگر بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں یا خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں۔ ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں کیونکہ سچ کے بغیر وہ FIBER فائبر میسر نہیں آتا۔ وہ تانا بانا نہیں ملتا جس کے ذریعے آپ بوجھ ڈال سکتے ہیں منصوبے بنا کر ان کو ان میں استعمال کر سکتے ہیں۔ جھوٹی قومیں کمزور ہوتی ہیں ان کے اندر اعلیٰ قدریں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوا کرتی لیکن یہ ایک بڑا لمبا تفصیلی مضمون ہے اس کو آپ فی الحال نظر انداز فرمائیں اور یہ یقین رکھیں کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ قوم کی، کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور جو بڑے ہو چکے ہیں۔ ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا کہ بار بار خدام انصار اور لجنات اس طرف متوجہ ہوتے رہیں کہ سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے اور اس وقت جماعت کو اور دنیا کو جماعت کی وساطت سے کتنی بڑی ضرورت ہے......" (اقتباس از خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرمودہ 24 نومبر 1989ء)

مرسلہ:- مہتمم تربیت خدام الاحمدیہ

سیرت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

كَانَ خُلُقُهُ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَاتِّبَاعُه

حضرت مسیح موعود کی سیرت طیبہ کا مطالعہ ایسی دو باتوں سے روشناس کرواتا ہے جو ہمیشہ آپ کی حیات کا محور و مرکز رہیں۔

1۔ عشق الٰہی اور عبادت الٰہی

2۔ عشق رسولؐ اور اطاعت رسولؐ

خود حضور اقدس نے فرمایا۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہ خلق آپ کے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون میں اتنے نمایاں نظر آتے ہیں کہ چشم بینا سے انکار ممکن نہیں رہتا۔ یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ ہر دعویٰ کی دلیل ہوا کرتی ہے ورنہ محض دعویٰ تو قبولیت کا درجہ نہیں پاتا۔ اس لئے ہم چند ایسے واقعات احباب کے سامنے رکھیں گے۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا

سب سے پہلے حضرت مسیح موعود...... کے عشق الٰہی کی بابت واقعات سنیئے۔

عشق الٰہی

حضرت اقدس کا دل ابتدا ہی سے خدا کی محبت میں گداز تھا اور شوق نماز اپنی معراج پر پہنچا ہوا تھا۔ جس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ ایک دفعہ کھیل ہی کھیل میں اپنی ایک ہم عمر رشتہ دار سے فرمایا۔

دعا کر خدا میرے نصیب نماز کرے

اللہ اللہ کیا خوبصورت خواہش ہے اور کس درجہ محبت الٰہی کو آشکار کرتی ہے۔ پھر جوانی میں بھی عبادت الٰہی کا اتنا شوق تھا کہ روایات میں آتا ہے کہ آپ نے مسلسل آٹھ نو ماہ روزے رکھے اور خدا کے گھر سے اتنا گہرا تعلق تھا کہ لوگوں نے آپ کو "مسیتڑ" کہنا شروع کر دیا۔ نوافل پڑھنے کی ایسی تڑپ رہتی جیسے پیاسے کو پانی کی۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کو مختلف دنیاوی کاموں میں لگانا چاہا مگر آپکا دل کہیں نہ لگا۔ آخر ایک دن آپ نے والد صاحب کو لکھا کہ "دو جوڑے کھدر کے اور روٹی جیسی میسر آئے مجھے دے دی جایا کرے اور میرے حال سے تعرض نہ کیا جائے"۔

حضرت مسیح موعود...... کی زندگی ایک مجسم عبادت تھی۔ کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل، حرکت و سکون، عسر و یسر، حب و بغض اور اکل و شرب، صرف اور صرف رضائے ذات باری کے حصول کے لئے ہوتے تھے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا عملی نمونہ تھے کہ "ہر اچھا کام جو انسان رضائے الٰہی کے خیال سے کرتا ہے۔ وہ عبادت میں داخل ہے۔" یہ مضمون تو حضرت مسیح موعود...... کی پوری حیات مبارکہ پر پھیلا ہوا ہے اس لئے تنگیٔ داماں کے پیش نظر اب میں اپنے مضمون کے دوسرے حصے یعنی اطاعت و عشق رسولؐ کی طرف آتا ہوں۔

عشق رسولؐ

حضرت مسیح موعود...... کی محبت اور اطاعت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی جس کا تصور بھی محال ہے۔ آپ نے اپنی ذات کی بکلی نفی فرماتے ہوئے ہر دوئی کے نقش کو مٹا دیا۔ اور غیریت کے پردے کو چاک کر دیا گویا ایسا صاف شفاف آئینہ بن گئے جس سے عکس انوار محمدیؐ پھوٹ پھوٹ پڑتے ہیں۔ آپ پر تو یہ شعر پوری طرح صادق آتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود...... کی یہ والہانہ محبت محض کاغذی یا نمائشی نہ تھی۔ بلکہ آپ کے ہر قول و فعل، نشست و برخاست میں اس کا زبردست پر تو نظر آتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ علیحدگی میں ٹہلتے ہوئے آنحضرتؐ کے درباری شاعر حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ ساتھ ساتھ آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے محمدؐ تو میری آنکھ کی پتلی تھا پس تیری وفات سے میری آنکھ اندھی ہو گئی سو اب تیرے بعد جس شخص پہ چاہے موت آ جائے میں تو تیری ہی موت سے ڈرتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب آپ کے ایک مخلص رفیق نے آپ کو اس رقت کی حالت میں دیکھا۔ تو گھبرا کر پوچھا۔ حضرت کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ نہیں میں تو اس وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔ لیکن عشق رسولؐ کا یہ موضوع تشنہ رہے گا اگر میں حضرت مسیح موعود...... کی حیات طیبہ میں سے ایسے واقعات نہ پیش کروں جو اس محبت کو عملی رنگ میں وقوع پذیر ہوتے ہوئے دکھاتے ہیں یعنی ایسے واقعات جن کو پڑھ کر دل بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود...... نے اطاعت رسولؐ کو اس کی انتہا تک پہنچا دیا تھا۔

چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ گورداسپور میں جبکہ مولوی کرم دین جہلمی کی طرف سے آپ کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر تھا۔ ایک گرمیوں کی رات میں جبکہ سخت گرمی تھی اور آپ اسی روز قادیان سے گورداسپور پہنچے تھے آپ کے لئے مکان کی کھلی چھت پر پلنگ بچھایا گیا اتفاق سے اس مکان کی چھت پر صرف معمولی منڈیر تھی اور کوئی پردہ کی دیوار نہیں تھی۔ جب حضرت مسیح موعود...... بستر پر جانے لگے تو یہ دیکھ کر کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے ناراضگی کہ لہجہ میں خدام سے فرمایا کہ "میرا بستر اس جگہ کیوں بچھایا گیا ہے کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔" اور چونکہ اس مکان میں کوئی اور مناسب صحن نہیں تھا آپ نے باوجود شدت گرمی کے کمرہ کے اندر سونا پسند کیا مگر اس کھلی چھت پر نہیں۔ اہل ذوق اس واقعہ سے اطاعت رسول کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بیوی اور بچوں سے حسن سلوک

اور اسی اطاعت رسولؐ کا نمونہ حضرت اقدس کی عملی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے مسلمانو! تم میں سے خدا کی نظر میں بہترین اخلاق والا شخص وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ اس معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود...... یقیناً ایک خیر الناس وجود تھے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ آپ کا سلوک نہایت درجہ پاکیزہ اور حسن احسان کی خوبیوں سے معمور تھا۔

اسی حسن سلوک کی وجہ سے حضرت اماں جان... کے دل میں حضرت مسیح موعود...... کی انتہائی قدرو منزلت تھی اور آپ کا رویہ حضرت مسیح موعود...... کے لئے نہایت مخلصانہ اور حد درجہ مؤدبانہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود...... نے خدا سے علم پا کر ایک نکاح ثانی کی پیشگوئی فرمائی تو گو یہ پیشگوئی بعض شرائط کے ساتھ مشروط تھی مگر پھر بھی چونکہ اس وقت اس کا ظاہری پہلو یہی سمجھا جاتا تھا کہ یہ ایک نکاح کی پیشگوئی ہے اور لڑکی کے والدین اور عزیز و اقارب حضرت مسیح موعود...... کے سخت خلاف تھے تو ایسے حالات میں حضرت اماں جان.... نے کئی دفعہ خدا کے حضور رو رو کر دعائیں کیں کہ "خدایا تو اپنے مسیح کی سچائی کو ثابت کر اور اس رشتہ کے لئے خود اپنی طرف سے سامان مہیا کر دے"۔ اور جب حضرت مسیح موعود...... نے ان سے دریافت کیا کہ "اس رشتہ کے ہو جانے سے تو تم پر سوکن آتی ہے پھر تم ایسی دعا کس طرح کرتی ہو؟" تو حضرت اماں جان.... نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "کچھ بھی ہو میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو جائے"۔ اس چھوٹے سے گھریلو واقعہ سے اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود...... کے بینظیر حسن سلوک اور عدیم المثال شفقت نے آپ کے اہل خانہ پر کس قدر غیر معمولی اثر پیدا کیا تھا؟ الغرض آپ کا اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایسا اعلیٰ سلوک تھا کہ جس

کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔

دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

پھر حضرت مسیح موعود...... کا دل دوستی اور وفاداری کے تعلق میں اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حقیقتاً بے نظیر جذبات کا حامل تھا۔ مندرجہ ذیل واقعات اس پہلو کو خوب واضح کرتے ہیں۔

ایک صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر آکر انہیں ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعود...... کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی۔ مگر حضرت مسیح موعود...... کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد زندہ رہی اور گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کر لیا اور ان کی فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے ان کے اعتراضوں کے جواب میں زور دار مضامین بھی لکھے مگر ان کی دوستی کے زمانے کو کبھی نہیں بھولے اور ان کے ساتھ قطع تعلق ہو جانے کو ہمیشہ تلخی کے ساتھ یاد رکھا چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمدی حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاهُ فِی الصِّبَا
وَلَیْسَ فُؤَادِیْ فِی الْوِدَادِ یُقَصِّرُ

یعنی تو نے اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔

حضرت اقدس کا جو حسن سلوک اپنے مخلصین اور رفقاء سے تھا۔ اس کی نظیر تو سوائے عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہیں اور نظر نہیں آتی۔

الحکم 28 مئی، 7 جون 1939ء میں شائع شدہ مندرجہ ذیل واقعہ یقیناً حضرت مسیح موعود کے بے نظیر جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔

واقعہ یوں ہوا کہ غالباً 1898ء کا ذکر ہے کہ حضرت سید غلام حسین صاحب قادیان میں تھے۔ اور دل سے متمنی تھے کہ حضرت اقدس کوئی خدمت ان کے سپرد کریں تو وہ خوشی سے بجا لائیں آخر ایسا ہوا کہ ڈاک دیکھتے دیکھتے حضرت اقدس نے سید صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ "یہ ایک بلٹی ہے آپ بٹالہ سے جا کر لے آئیں۔" ساتھ ہی بلٹی ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا "ابھی ٹھہریئے"۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور پانچ روپے لا کر سید صاحب کو دیئے کہ یہ رستہ اور بلٹی کے اخراجات کے لئے ہیں۔ ان دنوں قادیان میں یکے ایک دو ہی ہوا کرتے تھے اور وہ اس وقت موجود نہ تھے سید صاحب اس وقت پندرہ سالہ نوجوان تھے۔ جوش خدمت میں پیدل ہی چل پڑے بٹالہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ پارسل آیا ہوا ہے رات سرائے میں رہے صبح پارسل چھڑوانے گئے تو معلوم ہوا کہ پارسل کا محصول فریسندہ نے ادا کر دیا ہوا ہے۔ پارسل لے کر واپس ہوئے تو یکہ والے کرایہ زیادہ مانگنے لگے۔ انہوں نے کفایت شعاری کے خیال سے ایک کہار سے چار آنے اجرت ٹھہرائی اور

ٹوکری اس کی بہنگی میں رکھ دی اور خود پیدل چل پڑے۔ قادیان پہنچ کر حضرت اقدس کی عطا کردہ رقم پانچ روپے میں سے چار آنے کہار کو دیئے اور باقی پونے پانچ روپے جیب میں رکھ کر ٹوکری ہاتھ میں لے کر... (بیت) مبارک کی سیڑھیوں سے چڑھ کر زنان خانہ کے دروازے پر پہنچے اور اندر اطلاع کروائی حضرت اقدس فوراً باہر تشریف لے آئے اور انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ آپ آ گئے؟ ٹوکری دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ ٹھہریں۔ اندر جا کر ایک بڑا سا چاقو لے آئے اور اس ٹوکری کے اوپر جو ٹاٹ سلا ہوا تھا اس کو چاقو سے ایک طرف سے کاٹ کر اپنے دونوں ہاتھ اس ٹاٹ کے اندر داخل کر کے باہر نکالتے ہی فرمایا کہ یہ آپ کا حصہ ہے انہوں نے دیکھا تو وہ سبزی مائل انگور تھے۔ انہوں نے جلدی میں وہ انگور اپنے کرتے ہی میں ڈلوا لئے۔ اس کے بعد انہوں نے وہ پونے پانچ روپے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور یہ بقایا رقم ہے صرف چار آنے خرچ ہوئے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ "ہم اپنے دوستوں سے حساب نہیں رکھا کرتے۔" اتنا فرمایا اور ٹوکری اٹھا کر اندر تشریف لے گئے اور انگور ان کے کرتے میں اور پونے پانچ روپے ان کے ہاتھ میں رہ گئے۔

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

حضرت مسیح موعود...... کی زندگی حیرت انگیز توازن کا شاہکار تھی۔ یعنی افراط و تفریط سے پاک اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا" کا عملی نمونہ پیش کرتی تھی۔ چنانچہ حسن سلوک کے تعلق میں ہی دیکھئے کہ اگر حضرت مسیح موعود...... ایک طرف اپنے عزیز و اقارب سے اعلیٰ درجہ کا سلوک فرماتے ہیں۔ تو دوسری طرف اپنے دشمنوں کو بھی باران لطف و کرم سے سیراب فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہ محض زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی ہمدردی میں گذرتا تھا اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے ارفع اخلاق کا مالک ہے کہ اپنے دشمنوں تک کے لئے حقیقی ماؤں کی سی تڑپ رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو آپ کے مکان ہی کے ایک حصہ میں رہتے تھے اور بڑے ذہین اور نکتہ رس بزرگ تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود...... کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون سے نجات کے واسطے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی! اگر یہ لوگ

طاعون کے عذاب سے ہلاک ہوگئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا"۔ (سیرت مسیح موعود شمائل احمد و اخلاق حصہ سوم صفحہ 395)

قادیان کے بعض آریہ سماجی حضرت مسیح موعود کے سخت مخالف تھے اور آپ کے خلاف ناپاک پراپیگنڈے میں حصہ لیتے رہتے تھے مگر جب بھی انہیں کوئی تکلیف پیش آتی یا کوئی بیماری لاحق ہوتی تو وہ اپنی کاروائیوں کو بھول کر آپ کے پاس دوڑے آتے اور آپ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردانہ اور محسنانہ سلوک کرتے اور ان کی امداد میں دلی خوشی پاتے۔ چنانچہ ایک صاحب قادیان میں لالہ بڈھامل ہوتے تھے جو حضرت مسیح موعود کے سخت مخالف تھے۔ جب قادیان میں منارۃ المسیح بننے لگا تو ان لوگوں نے حکام سے شکایت کی اس پر ایک مقامی افسر یہاں آیا اور اس کی معیت میں لالہ بڈھامل اور بعض دوسرے مقامی ہندو اور غیر احمدی حضرت مسیح موعود..... کی خدمت میں حاضر ہوئے گفتگو کے دوران آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ اب یہ لالہ بڈھامل صاحب ہیں۔ آپ ان سے پوچھئے کہ کیا کبھی کوئی موقعہ ایسا آیا ہے کہ جب یہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں اور انہوں نے اس موقع کو خالی جانے دیا ہو۔ اور پھر انہیں سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہیں فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع مجھے ملا ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو؟ حضرت مسیح موعود..... کی اس گفتگو کے وقت لالہ بڈھامل اپنا سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے اور آپ کے جواب میں ایک لفظ تک منہ پر نہیں لا سکے۔

اب آخر پر خاکسار حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کرتے ہوئے مضمون کو ختم کرتا ہے۔

کان خلقہ حب محمد واتباعہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود..... اپنے اخلاق میں کامل تھے یعنی آپ نہایت رؤف رحیم تھے، سخی تھے، مہمان نواز تھے، اشجع الناس تھے، ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے تو آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے، عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغناء، حیا، غض بصر، عفت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، میانہ روی، ادب الہی، ادب رسولؐ و بزرگان دین، حلم، ادائیگی حقوق ایفائے عہد، چستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسن معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظنی، ہمت، اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی اور کشادہ پیشانی، کظم غیظ، کف ید و کف لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم و معرفت، خدا اور اس کے رسولؐ کا عشق، کامل اتباع رسولؐ، یہ مختصراً آپ کے اخلاق وعادات تھے۔

آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا، ایک عجیب کشش تھی، رعب تھا، برکت تھی، موانست تھی، بات میں اثر تھا، دعا میں قبولیت تھی، خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے اور دلوں سے زنگ خود

بخود ڈھلتا جاتا تھا، غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا جو معجزانہ تھا۔ سراپا حسن تھے، سراسر احسان تھے، اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم و بس۔ آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کر سکتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر آپ سے زیادہ خلیق آپ سے زیادہ نیک آپ سے زیادہ بزرگ آپ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی، اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن" تو ہم حضرت مسیح موعود...... کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ کَانَ خُلُقُہُ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اِتِّبَاعَہُ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

حق بات پہ اس سر کو کٹانا ہی پڑے گا
جو عہد کیا اس کو نبھانا ہی پڑے گا
ہے کون جو اس دستِ ستم گار کو روکے
حاکم کا ہر اک جور اٹھانا ہی پڑے گا
جس شہر پہ مظلوم کو پھانسی پہ چڑھائیں
اُس شہر کا دستور مٹانا ہی پڑے گا
جب عشق کیا ہے تو مصائب سے گزر جا
اے دل تجھے ہر زخم اٹھانا ہی پڑے گا
تقدیر کے لکھے کا مٹانا نہیں آساں
اُس در پہ سرِ شوق جھکانا ہی پڑے گا
جس راہ سے گزرے گا وفاؤں کا وہ پیکر
اُس راہ پہ فانوس جلانا ہی پڑے گا
کیوں اہلِ زمانہ سے ہوا دور ہے آدم
محفل میں اُسے لوٹ کے آنا ہی پڑے گا

(آدم چغتائی)

درخواست دعا

اسیران راہ مولیٰ عرصہ دراز سے محض للہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔ نیز ان کے جملہ لواحقین محض اس وجہ سے پریشانیوں اور مشکلات میں ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے ان اسیر بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اور اسیران کے جملہ عزیزان کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ انہیں ان ابتلاء اور پریشانیوں سے جلد نجات دے۔

(قیادت خدام الاحمدیہ ضلع ساہیوال)

نظم

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم "وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو" جو جلسہ سالانہ لندن 1991ء کے موقعہ پر پڑھی گئی تھی اس کے جواب میں مکرمہ سیدہ ساجدہ تبسم بخاری صاحبہ نے چند اشعار حضور کی خدمت میں بھجوائے۔ یہ اشعار اخبار احمدیہ لندن دسمبر 1991ء صفحہ 11 پر شائع ہوئے تھے ہم شکریہ کے ساتھ قارئین کے لئے شائع کر رہے ہیں۔

ہم صبح و مسا دن رات چلیں گے
لیکن ان کے ساتھ چلیں گے
وقت ہے کم پرواہ نہیں ہے
نصرتِ حق ہے ساتھ چلیں گے
ساری دنیا راہیں روکے!!!
جیسے ہوں حالات چلیں گے
روکے گی نہ راہ ہماری
آندھی یا برسات، چلیں گے
حکمِ آقا سر آنکھوں پر
ردّ نہ ہو گی بات چلیں گے
تنہا تو ہم چل نہیں سکتے
تھام کے ان کا ہاتھ چلیں گے

(انشاء اللہ تعالیٰ)

جنابِ عبیداللہ علیم

"چاند چہرہ ستارہ آنکھوں" کے خالق ——— اور
——— "ویران سرائے کا دیا" کے مالک

بی بی سی لندن کے سب رس پروگرام سے مورخہ 5 جنوری 92ء بروز اتوار احمدی شاعر جناب عبیداللہ علیم کا انٹرویو نشر ہوا۔ اس سے قبل بی بی سی لندن سے جن احمدی احباب کے انٹرویو نشر ہوئے ان میں حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب۔ محترم ثاقب زیروی صاحب۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور محترم ایم ایم احمد صاحب شامل ہیں۔ ذیل میں جناب عبیداللہ علیم صاحب کے انٹرویو کا مکمل متن پیش خدمت ہے۔ (مرسلہ مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر)

لکھنے والے یہ جان سکتے ہیں لفظ لکھنے میں جو قیامت ہے
تھی کبھی شاعری کمال میرا شاعری اب میری کرامت ہے

یہ دعوی کرنے والے پاکستان کے مقبول اور نمائندہ شاعر عبیداللہ علیم ہیں۔ عبیداللہ علیم اپنے آپ کو اپنے وجود کا شاعر قرار دیتے ہیں۔ ان کے اب تک دو شعری مجموعے "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" اور ویران سرائے کا دیا" شائع ہو چکے ہیں۔ پچھلے دنوں وہ جب لندن آئے ہوئے تھے تو ہمارے ساتھی نصرت اللہ خان نے ان کے ساتھ گفتگو کی اور آغاز اس سوال سے کیا۔

نصرت اللہ خان: اب جب کہ اکیسویں صدی شروع ہونے والی ہے اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے فنون لطیفہ کی شکل بدل گئی ہے تو آنے والے دور میں شاعری کی روایتی شکلوں کا کیا مستقبل ہے۔

عبیداللہ علیم۔ شاعری کا وہی مستقبل ہے جو آدمی کا مستقبل ہو گا۔ آج آپ نے بہت ترقی کر لی۔ لیکن غالب اور میر اسی طرح آپ پڑھ رہے ہیں۔ جہاں تک زندگی کی ضرورت ہے وہاں تک آپ انہیں پڑھ رہے ہیں۔ نئے نئے معانی تلاش کر رہے ہیں۔ یہی توقع اگلی نسل سے ہے کہ وہ زندگی میں جتنی گہرائی میں اترے گی اور جب معانی سمجھنا چاہے گی زندگی کے۔ تو لٹریچر کے قریب انہیں آنا پڑے گا۔ چاہے وہ سائنسی ترقی جتنی بھی کر لے چونکہ انسانی حواس سے اور انسانی احساسات و جذبات سے ان باتوں یعنی شعر کا تعلق ہے تو ہمیشہ انسان کو اس کی ضرورت ہو گی۔

نصرت اللہ خان: اب اتنی مصروف اور تیز رفتار زندگی ہے کہ کوشش بھی کی جائے تب بھی غالب اور میر کے سٹیٹس کا آدمی پیدا نہیں ہو رہا۔ گذشتہ پچاس پچھتر سال میں جو بھی لوگ آئے ہیں ان کو ہم درجہ دوم کا تو کہہ سکتے ہیں لیکن ایک آگے جو جست لگنی چاہیئے اس لحاظ سے وہ جست نہیں لگ رہی۔ حالانکہ ذرائع ابلاغ جو ہیں یا میڈیا جو ہے۔ اس نے زیادہ ترقی کرلی ہے اس دور کے مقابلے میں تو ایسی صورت حال میں فیلنگ یہ بھی ہے کہ سنجیدہ ادب کا جو قاری ہے کم ہوتا جارہا ہے۔

عبیداللہ علیم: مزے کی بات تو یہ ہے نصرت اللہ خان صاحب! کہ غالب اور میر کے زمانے میں جب یہ گفتگو ہوتی تھی تو غالب کے سامنے کہا جاتا تھا۔ مگر بیدل، مگر حافظ، مگر رومی، مگر سعدی، مگر عرفی تو وہ بیچارے چھپتے تھے۔ ظاہر ہے ہر شاعر کو اپنے زمانے کا ایک خاص سطح کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ غالب کو اپنے زمانے میں اتنا لوگ نہیں پڑھ رہے تھے جتنا اس زمانے میں لوگ پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ جس کثرت سے غالب اور میر آج شائع ہو رہے ہیں لوگ پڑھ رہے ہیں۔ اپنے زمانے میں یہ شدت نہیں تھی۔ لہذا آپ کے سوال کا جواب بہر حال موجود ہے اور پڑھنے والے موجود ہیں اور غالب نے جو شعور پیدا کیا ہے ڈیڑھ دو سو سال میں وہ آپ کے سامنے ہے اس سے توقع کی جاسکتی ہے کہ لکھا ہوا حرف اپنی فضا پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور شعور جو انسانی سوسائٹی کی کمائیں ہیں شعور کی وہ کھلتی چلی جاتی ہیں۔ اور جو لمحہ موجود ہے اس کی سزا ہر شاعر کو ملتی ہے کل انہیں مل رہی تھی آج مجھے مل رہی ہے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

نصرت اللہ خان: پاکستان کی شاعری میں عصری موضوعات کیا ہیں۔

عبیداللہ علیم: عصری موضوعات جو پاکستان میں ہیں۔ پاکستان کی تمام تر محرومیاں فریسٹریشن، شکستیں، ان کی تنہائیاں، ان کی بد حالیاں، معاشی ناہمواریاں سب شاعری کے موضوعات ہیں۔ اور اپنے اپنے لکھنے کا طرز ہے کوئی بالکل صاف صاف لکھتا ہے۔ کوئی اسے ادب بنا کے لکھ رہا ہے۔

نصرت اللہ خان: ایک تاثر یہ بن رہا ہے کہ یہ جو مشاعرہ کا انسٹیٹیوشن ہے یہ فروغ ادب کی بجائے ایک خالص کاروبار اور صنعت کا روپ اختیار کر گیا ہے اور شاعری سے زیادہ پبلک ریلیشنگ کی یا کسی سے آپ کے کتنے تعلقات ہیں۔ اس کی اہمیت سے آپ کے قد کا تعین ہوتا ہے۔

عبیداللہ علیم: یہ بالکل درست بات آپ نے کہی سو فیصد۔ کیونکہ یہ مشاعرے کا میڈیا پہلے بھی کبھی سو فیصد اس طاقت کا نہیں رہا۔ کہ سب کے سب اس میں اعلیٰ درجے کے پڑھنے والے اور سننے والے آئیں۔ لیکن نسبتاً اس میں ایک سامع کا شعور اور پڑھنے والے کی ایک حد بندی تھی۔ اب واقعی یہ بزنس ہو گیا ہے اچھا بزنس ہو گیا ہے۔ اس کے اسباب؟ اس کے اسباب یہ ہیں کہ یہ جو تاجر دنیا ہے۔ اس کے جہاں اثرات پڑتے ہیں۔ وہاں ادب پر بھی پڑ رہے ہیں۔ لہذا منڈیاں چلتی رہتی ہیں۔ بھاؤ گرتے اور چڑھتے رہتے ہیں اس میں امکان یہ ہے کہ اس کو (مشاعرے کو) جس بھی صورت حال میں چل رہا ہے چلنے دیں۔ اس لئے نہ سو فیصد اعلیٰ درجے کے شاعر موجود ہیں نہ اعلیٰ درجے کے سامعین۔

نصرت اللہ خان: اچھا ادب کی سرکاری پذیرائی کا کیا احوال ہے۔

عبیداللہ علیم: ہمیشہ کی طرح سے ہے، سرکاری پذیرائی کے سلسلے میں آپ میں جتنی ہمت ہے۔ وہ خوشامد کرتا تھا کل بھی آج بھی کرتا ہے لیکن دوسرے جو مسائل ہیں۔ وہ ہندوستان میں جا کر دیکھا ہے کہ تقریباً حکومت کے تمام اداروں کی شکل ایک جیسی ہوتی ہے۔ وہ ادب کو اس لئے نہیں کہتے کہ وہ ادب ہے اس کو عوام میں آنا چاہیئے۔ حکومت کس طرح سے ایکسپلائٹ کرے ان چیزوں کو۔ اس کے کھاتے میں چلی جائیں کہ وہ ادب کی پرورش کر رہے ہیں۔ ورنہ آپ ان سے پوچھیں کہ ایک "سیپ" رسالہ نکلتا ہے۔ "فنون" نکلتا ہے۔ "اوراق" نکلتا ہے ان سے تعاون کیوں نہیں ہوتا۔ تو یہ شاخیں ہیں حکومتوں کی اور ادیبوں کی، شاعروں کی اور ان کی پستی ہے۔ وہ خود اگر شعور کی اس منزل میں آجائیں تو یہ کام بہتر ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد عبیداللہ علیم نے اپنے کلام میں سے ایک غزل سنائی۔ جس کے چند اشعار درج ہیں۔

ان دنوں روح کا عالم ہے عجب
جیسے جو حسن ہے میرا ہے وہ سب

دل پہ کھلتا ہے اسی موسم میں
غم کے کہتے ہیں اور کیا ہے طرب

جس سے ہو جائے جہاں ہو جائے
ہے محبت ہی محبت کا سبب

پہلے اک ناز بھرا ربط و گریز
اس نے پھر بخش دیا سب کا سب

کاش تعبیر میں تم ہی نکلو
جب کوئی خواب ہو تعبیر طلب

سلسلے اس سے جو مل جائیں تو ٹھیک
ورنہ جھوٹے ہیں یہ سب نام و نسب

لوگ موجود ہیں اب بھی جن کے
منہ سے جو بات نکل جائے ادب

(یہ غزل جناب عبیداللہ علیم صاحب کے ہاتھ سے تحریر کی ہوئی ہے جو ہمیں مکرم فضیل عیاض احمد صاحب نے عنایت کی ہے۔ ہم ان کے شکریہ کے ساتھ اور اپنے منکسر المزاج شاعر سے معذرت کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں)

مدیر خالد

ان دنوں روح کا عالم ہے عجب — جیسے جو حسن ہے میرا ہے وہ سب

جیسے اک خواب میں نکلا ہوا دن — جیسے اک وصل میں جاگی ہوئی شب

دل یہ کھلتا ہے اسی موسم میں — ہم کسے کہتے ہیں اور کیا ہے طرب

بس یہ ہو جائے جہاں ہو جائے — ہے محبت ہی محبت کا سبب

جاں نوازا ہے جو عطا کرتے رہو — بوسۂ لب کی طرح بوسۂ لب

پہلے اک ناز بھرا ربط و گریز — اس نے پھر بخش دیا سب کا سب

تم سا کیا ہوگا یہاں خواب کوئی — مجھ سا کیا ہوگا کوئی خواب طلب

کاش تعبیر میں تم ہی نکلو — جب کوئی خواب ہو تعبیر طلب

اس کے عشاق جہاں بھی دیکھو — ایک ہی نشے میں ڈوبے ہوئے سب

سلسلے اس سے جو مل جائیں تو ٹھیک — ورنہ بیہودہ ہیں یہ سب نام و نسب

لوگ سو سو رہے اب بھی لیکن — بند ہے جو بات نکل جائے ادب

سایۂ زلف میں آ جاؤ علیم — کھینچ لے گر نہ مجھے سایۂ رب

اپنے پیارے فضیل عیاض احمد کے لیے

محبتوں کے ساتھ

8/10/91

(مکرم محمود احمد عاطف صاحب۔ ربوہ)

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں سے علیحدہ نہیں رہ سکتا بلکہ وہ انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتا ہے۔ یہی فطرت انسانی معاشرہ کی اساس ہے اور اس کے بغیر کسی بھی معاشرے کا وجود میں آنا ممکن نہیں ہے۔ ارسطو نے اسی وجہ سے انسان کو SOCIAL ANIMAL یا معاشرتی حیوان کا نام دیا ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس نے بھی ایک معاشرے کا تصور دیا ہے اور بعض دوسرے مذاہب کی طرح غیر فطرتی تعلیم نہیں دی۔ یہ نہیں کہا کہ دنیا اور دنیا والوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور بیابانوں میں جا کر بیٹھ جاؤ تاکہ خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکو بلکہ واضح طور پر اسے اس دنیا کو نبھانے کی تعلیم دی۔ ایک غزوہ کے دوران ایک صحابیؓ کا گذر ایسے مقام سے ہوا جہاں پر ایک غار تھی۔ قریب ہی پانی کا چشمہ بھی تھا۔ آس پاس کچھ جنگل کی بوٹیاں بھی تھیں۔ ان کو اپنی عزلت نشینی کے لئے یہ جگہ بہت پسند آئی۔ حضورؐ کی خدمت میں آ کر عرض کی "یا رسول اللہ! مجھ کو ایک غار ہاتھ آ گیا ہے جہاں ضرورت کی سب چیزیں ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ وہاں گوشہ گیر ہو کر ترک دنیا کر لوں" آپؐ نے فرمایا "میں یہودیت اور عیسائیت لے کر دنیا میں نہیں آیا میں آسان، سہل اور روشن ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں۔"
(سیرت النبیؐ۔ شبلی نعمانی جلد پنجم)

ایک معاشرے کی مضبوطی اور خوبصورتی کے لئے جب ہم نظر اسلام کی طرف دوڑاتے ہیں تو ہمیں چند ایسے اصول نظر آتے ہیں جن کو کسی بھی مثالی معاشرے کیلئے اہم ترین ستونوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور جن کے بغیر کوئی معاشرہ بھی امن و آشتی سے پنپ نہیں سکتا۔ ان اصولوں یا ستونوں میں سے آج ہم جس اصول کے بارے میں کچھ لکھیں گے وہ سرسری نظر سے تو بالکل عام سا لگتا ہے لیکن اگر ذرا گہری نظر سے مشاہدہ کیا جائے تو یہی معلوم ہو گا کہ یہ کوئی "جزو" نہیں بلکہ "کل" کہلانے کا حقدار ہے۔ کیونکہ تقریباً تمام بنیادی اصول اس میں مدغم ہیں اور کوئی شخص اس کو حقیقی معنوں میں اس وقت تک نہیں اپنا سکتا جب تک وہ باقی تمام اوصاف جن میں توحید، نیک نیتی، اخوت، ایثار، خلوص، مساوات وغیرہ شامل ہیں نہ اپنا لے اور یہ بنیادی

اصول یا ستون یا وصف خدمت خلق ہے۔

خدمت خلق. مفہوم

خدمت خلق سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر مخلوق کی مدد اور معاونت کی جائے۔

وسعت

اگرچہ بنیادی اور ظاہری اعتبار سے خدمت خلق سے مراد بے معاوضہ خدمت ہے لیکن اس کا میدان عمل بہت وسیع و عریض ہے۔ دل کی خیر خواہی سے لیکر میدان جہاد میں سر کٹانے تک۔ جانوروں مسکینوں غریبوں کی مدد کرنے سے لے کر دین کی خاطر قلمی جہاد تک اس میں خدمت کے بے شمار مقام آتے ہیں اگر انسان چاہے تو بے شک وہ کسی بھی پیشہ سے تعلق رکھتا ہو اس میں وسعت پیدا کر کے خدمت خلق کر سکتا ہے۔ یعنی انسان یہ ارادہ کرے کہ خدا نے اسے جن توانائیوں سے نوازا ہے وہ ان میں سے (اگر سب نہیں تو) ایک حصہ مخلوق خدا کی خدمت میں لگا دے گا۔ اگر وہ عالم ہے تو علم کو کاروبار نہیں بلکہ روشنی کی طرح پھیلائے گا۔ اگر ایک معالج ہے تو مریضوں کو گاہک نہیں خیال کرے گا بلکہ شفقت، نرمی اور جذبہ ہمدردی کے ساتھ ساتھ ان کے حق میں دعا کو بھی اپنا شعار بنائے گا۔ اگر ایک کاروباری شخص ہے تو کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔ چور بازاری نہیں کرے گا اور ناجائز منافع نہیں لے گا۔ اگر ایک ملازمت پیشہ شخص ہے تو کبھی حقدار کے حق کو غصب نہیں کرے گا۔ یعنی ہر شخص انفرادی طور پر کم از کم یہ ارادہ کرے کہ وہ اپنے فرائض کو پوری دیانتداری سے ادا کرے گا اور ملک کی اقتصادی اور سماجی ترقی میں بھرپور حصہ لے گا تو اس صورت میں بھی وہ براہ راست نہ سہی بالواسطہ طور پر ہی خدمت خلق کر سکتا ہے۔ ان تمام امور کو سرانجام دینے کیلئے ہمارے سامنے ہمارے پیارے نبیؐ کا اسوہ حسنہ ہے۔ ان کے بعد خلفائے راشدین کی زندگیاں اور ان کے بعد حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز اور صلاح الدین ایوبی جیسے فرماں روا آئے جنہوں نے تمام اثر و رسوخ اور اختیارات ہوتے ہوئے بھی حکومت کے خزانوں سے صرف ضرورت بھر خرچ لیا اور اپنی زندگیاں قوم کی خدمت کیلئے وقف کر دیں۔

مراتب

خدمت خلق کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ انسان کا دل دوسروں کی خدمت کیلئے بیتاب رہے گویا اسے اپنی ہی خدمت کا کوئی نادر موقع ہاتھ آ رہا ہے یعنی اپنے وجود اور انا کو دوسروں کی خدمت کیلئے وقف کر دے۔ اور اس جذبہ کے ساتھ اگر وہ راستہ میں سے ایک کانٹا بھی دور کرے گا تو اس کا صلہ بارگاہ ایزدی سے جنت کی صورت میں ملے گا۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ "تمہارا کسی بھائی کو دیکھکر مسکرانا بھی خیرات ہے۔ اور راستہ میں سے کسی تکلیف دہ چیز کا دور کرنا بھی خیرات ہے۔" (سیرت النبیؐ شبلی نعمانی جلد 5 صفحہ 66)

اہمیت

جیسا کہ آغاز میں بیان کیا گیا ہے کہ خدمت خلق کا کام "جزو" نہیں بلکہ کل ہے اس لئے اسلام میں اس کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ اور بعض مواقع پر ہمارے پیارے نبیؐ نے اسے اسلام کے دوسرے ارکان پر خاص فضیلت سے نوازا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں آپؐ فرماتے ہیں کہ "مجھے [illegible] بھر کے روزے رکھنے اور اس مہینہ مسجد حرام میں بیٹھ کر اعتکاف کرنے سے زیادہ عزیز ہے کہ اپنے بھائی کی بوقتِ ضرورت امداد کروں۔" (کنز العمال جلد دوم)

ایک اور جگہ جہاد۔ روزہ اور نماز تہجد سے اس کا موازنہ فرماتے ہیں "بیوہ اور غریب کیلئے کوشش کرنے والے کا مرتبہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے۔ اور اس کے برابر ہے جو دن بھر (نفلی) روزہ رکھتا ہو اور رات بھر (نفل) نماز پڑھتا ہو۔" (سیرت النبیؐ شبلی نعمانی جلد پنجم)

پھر ایک نہایت حسین انداز میں خدمت خلق کی اس طرح تشریح اور اہمیت بتاتے ہیں کہ ایک عام سمجھ بوجھ رکھنے والا بھی اسے آسانی سے سمجھ جائے اور ایک عالم اگر اس سادہ سے انداز پر غور کرے تو اس کے سامنے مطالب کے جہان کھل جائیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ

"خدا اپنے بندوں سے کہے گا کہ میں نے تم سے کھانا مانگا تم نے نہ کھلایا وہ عرض کریں گے۔ خداوندا! تو نے کیسے کھانا مانگا تو تو خود تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ خدا فرمائے گا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا تم نے اس کو نہ کھلایا اگر تم اس کو کھلاتے تو اس کو میرے پاس پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں تجھ کو کیسے پانی پلاؤں تُو تو خود تمام جہان کا پروردگار ہے۔ وہ کہے گا تجھ کو معلوم نہ تھا کہ میرے فلاں بندہ نے پیاس میں تجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہ پلایا اگر پلاتا تو تو اس کو میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی وہ کہے گا میں کیونکر تیری بیمار پرسی کروں تو تو خود تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ خدا فرمائے گا تجھ کو خبر نہ ہوئی کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہ کی اگر کرتا تو تو اس کو میرے پاس پاتا یا مجھے اس کے پاس پاتا۔" (ادب المفرد امام بخاری باب عیادۃ المرضیٰ اور سیرت النبیؐ شبلی نعمانی جلد 5)

پھر حضورؐ کا ارشاد ہے کہ "قوم کے سردار اس کے خادم ہیں" اس مختصر ارشاد کے معنی ہیں کہ قوم کے سربراہ ہی اس کے خادم ہیں۔

پس خدمت خلق کے کام کو جاری رکھنا چاہیئے یعنی مستقل طور پر اسے اس طرح جاری کیا جائے کہ تمام ضرورتمندوں کی تمام ضروریات ہر لمحہ حل ہو سکیں یہ نہ ہو کہ سال میں کچھ روز کے لئے بڑے زور و شور سے ہفتہ خدمت خلق منایا جائے اور بعد میں اس طرف کوئی توجہ نہ دی جائے بلکہ یہ چاہیئے کہ انسان اسے اپنی فطرت کا ایک حصہ بنا لے تا کہ جب کبھی اور جہاں کہیں اسے

موقع ملے وہ اس خدمت کو سرانجام دینے میں ذرہ برابر بھی نہ ہچکچائے۔

ثمرات

ان کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں یعنی انفرادی اور اجتماعی

انفرادی ثمرات. سکون

انسان جب دوسرے انسان کی مدد کرتا ہے. کسی کی ضرورت پوری کرتا ہے. کسی کی تکلیف دور کرتا ہے. تو اسے ایک دلی سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے جو دنیا کی کسی مادی نعمت سے حاصل نہیں ہو سکتا.

شکر

دوسروں کے دکھوں اور تکلیفوں کو دیکھ کر انسان کو یہ خیال آتا ہے کہ اس دنیا میں انسانیت کتنی دکھی ہے اور پھر وہ اپنے خالق و مالک خدا کا شکر بجا لاتا ہے کہ جس نے اسے بے انتہا دولتوں سے مالا مال کیا جن میں سرفہرست تندرستی کی دولت ہے۔

لغویات سے بچاؤ

خدمت کے کاموں میں مصروف رہ کر انسان اپنے وقت کا بہترین استعمال کرتا ہے ورنہ دوسری طرف دنیا کی چمک دمک اسے دوسری لغویات کی جانب متوجہ کر دیتی ہے اور پھر انسان اپنے صحیح راستہ اور نصب العین سے بھٹک جاتا ہے۔

لقائے الٰہی

اور ان تمام ثمرات کا نچوڑ یا نتیجہ یہ ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے کہ انسان کو خدا کا قرب اور رضا حاصل ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفہ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ "لوگوں کے دکھ بانٹیں تاکہ آپ کو خدا کا لقا نصیب ہو" (الفضل 91-12-7)

اجتماعی ثمرات

دین حق چونکہ ہمیں ایک مثالی معاشرے کی تصویر کشی کر کے بتاتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے لئے عملی تعلیم سے بھی نوازتا ہے۔ اور یہ وصف خاص طور پر اسلام میں پایا جاتا ہے کہ دونوں جانب کے لوگوں کو تلقین کرتا ہے۔ دونوں کو ان کے فرائض بتاتا ہے اور یہ بھی کہ تم پہلے اپنے فرائض پر توجہ دو کیونکہ تمہارے فرائض ہی دوسروں کے حقوق ہیں۔ مثلاً ایک جانب وہ محنت کر کے روزی کمانے کی اتنی تعلیم دیتا ہے کہ اسے عبادت بتاتا ہے۔ کسی سے سوال نہ کرنے کی تلقین کرتا ہے تاکہ معاشرہ میں نکما پن اور دوسروں کے سہارے زندہ رہنے کی عادت کی حوصلہ شکنی ہو۔ جبکہ دوسری جانب وہ ان محتاجوں اور سفید پوشوں کی حتی المقدور مدد کرنے کی نصیحت کر کے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے کہ جس میں اول تو کوئی محتاج ہی نہ

ہو لیکن اگر کوئی واقعی ضرورت مند ہو تو پھر اس کے بھائی باعزت طریق پر اس کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے جلد از جلد اس کی ضرورت کو پورا کر دیں۔ تا کہ ایک ایسی سوسائٹی وجود میں آئے جس میں اخوت محبت اور امن و آشتی کا دور دورہ ہو اور واقع میں وہ معاشرہ ایک بدن کی طرح ہو جائے کہ جس کا اگر ایک معمولی سا حصہ بھی تکلیف میں ہو تو سارا بدن اس کی تکلیف میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ پس یہی وجہ تخلیق آدم ہے بقول شاعر کہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّو بیاں

(مرسلہ:۔ مہتمم خدمت خلق)

براہ کرم اپنے رسالہ خالد کے چندہ کی
ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں
(مینیجر)

غزل

دن رات ہیں پہلے جیسے
پر لوگ نہیں ہیں ویسے
بدنام وفا کو کر دیں
ہم لوگ نہیں ہیں ایسے
کچھ بھی تو نہیں ہے اچھا
ان کی آنکھوں کی مے سے
جو گیت بھی میں نے چھیڑا
وہ بھر گیا درد کی لے سے
میں بولا آپ ہیں میرے
وہ بولے بھئی وہ کیسے!
کوئی آس پاس نہ ہوگا
جب پاس نہ ہونگے پیسے
چند روز قمر جیون کے
تم کاٹ لو جیسے تیسے

(ڈاکٹر حنیف احمد قمر۔ ربوہ)

قارئین کی مرسلہ تحریروں سے انتخاب

حسن و جمال

ایک عورت حضرت جنید بغدادی کے پاس آ کر کہنے لگی۔ "یا حضرت! میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔" فرمایا۔

"اگر اس کے نکاح میں اس وقت چار عورتیں نہیں ہیں تو اسے دوسرا نکاح کرنا جائز ہے۔"

عورت بولی "یا حضرت! اگر غیر مردوں کو عورتوں کی طرف دیکھنا جائز ہوتا تو میں اپنا چہرہ کھول کر آپ کو دکھاتی تاکہ آپ مجھے دیکھ کر بتاتے کہ جس شخص کے نکاح میں میرے جیسی صاحب جمال عورت ہو اسے میرے سوا دوسری عورت سے نکاح کرنا درست ہے؟"

حضرت جنید نے عورت کی بات سن کر ایک نعرہ مارا اور رونے لگے اور اس کا سبب پوچھنے پر بتایا۔ "میرے ذہن میں اس وقت یہ خیال آیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا میں کسی کو مجھے دیکھنا جائز ہوتا تو میں اپنے جمال سے حجاب اٹھا کر اس پر ظاہر ہو جاتا تاکہ وہ مجھے دیکھتا۔ پھر اسے معلوم ہوتا کہ جس کا مجھ جیسا رب ہو اس کے دل میں مجھے چھوڑ کر کسی اور سے محبت ہونی چاہیئے؟"

زبان سیکھنے کا فائدہ

ایک جاپانی سیاح امرتسر میں تھا ایک روز وہ گھومتے گھومتے اپنے ہوٹل کا راستہ بھول گیا قریب ہی دو کانسٹیبل کھڑے تھے سیاح نے ان سے انگریزی زبان میں ہوٹل کا راستہ دریافت کیا کانسٹیبل کچھ نہیں سمجھے انہوں نے سر ہلا کر معذرت کی کہ وہ انگریزی نہیں جانتے سیاح نے اپنا سوال فرانسیسی زبان میں دہرایا کانسٹیبلوں نے پھر معذرت کی کہ وہ فرانسیسی بھی نہیں جانتے چنانچہ سیاح نے اپنا سوال پہلے اسپینی میں پھر جرمن میں پھر روسی میں دہرایا مگر کانسٹیبل ہر بار منہ لٹکا کر رہ گئے سیاح ان سے مایوس ہو کر آگے بڑھ گیا۔

اس کے جانے کے بعد ایک کانسٹیبل دوسرے سے بولا۔ "نہتا سنگھ! ہمیں کوئی غیر ملکی زبان ضرور سیکھ لینی چاہیے تاکہ ہم سیاحوں کی مدد کر سکیں۔"

"اس سے فائدہ کیا؟" نہتا سنگھ نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے دیکھا نہیں یہ سیاح کتنی زبانیں جانتا تھا مگر کوئی بھی زبان اس کے کام نہ آ سکی۔"

صدر کا جواب

انجمن "کاہلان" کی میٹنگ ہو رہی تھی اس میٹنگ میں انہیں اپنا صدر منتخب کرنا تھا صبح سے شام ہو گئی مگر صدر کا انتخاب نہ ہو سکا آخر ایک شخص کو صدر منتخب کر لیا گیا جو صبح سے میٹنگ میں سو رہا تھا۔

ایک دن انجمن کے ایک ممبر نے صدر موصوف

کو دیکھا جو بڑی تیز رفتاری سے کار چلا رہے تھے۔ ممبر نے آکر انجمن کے ارکان سے صدر کی شکایت کی۔ انجمن نے صدر کو طلب کیا اور اس سے معاملے کی وضاحت چاہی۔

صدر نے اراکین انجمن کو بتایا کہ "ممبر کی بات درست ہے کہ میں تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ کار چلانے کے دوران اچانک میرا پاؤں ایکسیلیٹر پر پڑ گیا اسی وقت مجھے اونگھ آگئی میں نے سوچا کہ اب ایکسیلیٹر سے پاؤں کون ہٹائے۔" صدر کا جواب سن کر اراکین انجمن نے صدر صاحب کا عہدہ بڑھا دیا۔

حاضر جوابی

نواب شاہ جہاں بیگم والی بھوپال کے شوہر نواب صدیق حسن خان کی خدمت میں ایک مولوی صاحب ملازمت کے امیدوار ہو کر آئے۔

نواب صاب نے پوچھا "آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟" مولوی صاحب نے جواب دیا۔ "محمد مداح الدین احمد قادری مجددی"

نواب صاب مسکرا کر بولے۔ "آپ کے نام میں تو بہت سی دالیں ہیں۔" مولوی صاحب نے برجستہ کہا "سرکار کوئی دال تو گل جائے گی۔"

نواب صاحب سخن فہم آدمی تھے فوراً مولوی صاحب کا مطلب سمجھ گئے اور انہیں واعظ کا عہدہ دیدیا۔

مقروض مصنف

نامور مصنف گولڈ سمتھ کرائے کے ایک مکان میں رہتا تھا۔ ایک عورت اس مکان کی مالکہ تھی۔ ایک بار کرایہ ادا نہ ہونے پر وہ عورت گولڈ سمتھ پر بہت برہم ہوئی اور اس نے اس کے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔ گولڈ سمتھ بہت پریشان ہوا۔ اس نے اپنے دوست ڈاکٹر جانسن کو ایک رقعہ لکھا۔ "دوست جلدی آؤ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔"

جانسن وہاں پہنچا تو گولڈ سمتھ مزے سے ایک میز پر شراب کی بوتل اور دو گلاس رکھے بیٹھا تھا اور اس عورت کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ جانسن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا "برا بھلا کہنے سے کچھ نہیں ہوگا رقم حاصل کرنے کی کوئی تدبیر حاصل کرنی چاہئے تاکہ یہ مصیبت رفع ہو"

گولڈ سمتھ نے جواب دیا۔ "میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، ہاں ایک ناول کا مسودہ ہے یہ فروخت ہو جائے تو اس بد زبان کی زبان بند ہو۔" جانسن نے ناول منگوا کر دیکھا اور مکان کی مالکہ سے کہا "مطمئن رہو، میں ابھی کرائے کا بندوبست کرتا ہوں۔" باہر آکر اس نے مسودہ ایک کتب فروش کے ہاتھ بیچ دیا ساٹھ ڈالر قیمت کے طور پر وصول ہوئے اور یوں کرایہ ادا ہو گیا۔

وہ گولڈ سمتھ کے مشہور ناول "ڈیکار آف ویگفیلڈ" کا مسودہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ انگریزی زبان میں کوئی ناول اس سے زیادہ مقبول نہیں ہوا۔

قابل دید نشانہ بازی

1984ء میں تھیو لینڈ کے دو بوڑھوں نے قریب سے ایک دوسرے پر بارہ گولیاں چلائیں مگر کسی کو کوئی گولی نہ لگی۔ ایک بوڑھا آنکھوں کے موتیا کا مریض تھا اور دوسرے کو ہر بار گولی چلانے کیلئے چھڑی کا سہارا لیکر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔

جدائی

تیرے بغیر دنیا کی ہر شے میرے لئے بے معنی ہو کر رہ گئی ہے دل اداس اور آنکھیں ویران ہو گئی ہیں زندگی کا لطف جاتا رہا کوئی شے دل کو نہیں بھاتی ہر شے

جیسے اپنی رعنائی کھو چکی ہے کہاں وہ زمانہ کہ تیرے باعث ہر شے مجھے رنگین اور خوش کن معلوم ہوتی تھی ذہن و دل ہمہ وقت تیری یاد میں غلطاں و پیچاں رہتے تیرا ساتھ کیا چھوٹا کہ لوگوں نے مجھے اپنی تنقید کا نشانہ بنالیا تیرے بنا میرے مزاج کی کیفیت ہی بدل کر رہ گئی ہے میری شخصیت میں تیرے باعث جو جاذبیت تھی وہ معدوم ہو گی ہے میرا ملنا جلنا لوگوں سے جاتا رہا اچھے اور بھے دوست بھی مجھ سے نالاں ہو گئے راہ چلتا تو دل میں ایک کھٹکا سا لگا رہتا کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ ایک دھڑکا سا رہتا کہ حادثے کا شکار نہ ہو جاؤں۔

اے میری اچھی عینک...... تیرے بغیر میری ایسی حالت ہو جائے گی یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

ننھے قطرے

احساس کی دیوار بھی کتنی نازک ہوتی ہے جو الفاظ کی ذراسی ضرب بھی برداشت نہیں کر سکتی زبان سے نکلا ہوا ایک ننھا سا لفظ اسے چکنا چور کر دیتا ہے اور جب احساس اور انا کی دیوار ٹوٹتی ہے تو آنسوؤں کے سمندر میں ایک طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ انسان کے اندر کا سارا غبار، ساری کدورت پل بھر میں دور ہو جاتی ہے۔ یہی آنسو قطرہ قطرہ ٹپک کر احساس کے پندار کو جوڑ دیتے ہیں۔ "کتنے ہمدرد ہوتے ہیں یہ ننھے قطرے۔"

سڑک اور گھوڑے

کمانڈنگ افسر پریشان تھا کیونکہ اس کے نو سپاہی شام سات بجے تک حاضر نہیں ہو سکے جب کہ انہیں صبح رپورٹ کرنا تھی یہ ڈسپلن کی کھلم کھلا خلاف ورزی تھی اس نے اس سلسلے میں پہلے سپاہی سے باز پرس کی تو اس سپاہی نے کہا۔

سر! رات کو میں کسی سے ملنے گیا تھا مجھے وقت کا خیال ہی نہ رہا اور میری بس نکل گئی میں وقت پر پہنچنا چاہتا تھا اس لئے میں نے ٹیکسی لی لیکن کچھ دور جا کر ٹیکسی خراب ہو گئی راستے میں ایک فارم ہاؤس ملا میں نے فارم کے مالک کو بڑی عاجزی کے بعد ایک گھوڑا فروخت کرنے پر رضامند کر لیا میں گھوڑے پر بیٹھ کر کیمپ کی طرف آ رہا تھا کہ اچانک گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اور مر گیا آخری دس میل مجھے پیدل چلنا پڑا تب میں یہاں تک پہنچا۔"

اگرچہ یہ کہانی احمقانہ تھی لیکن کمانڈنگ افسر نے اسے قبول کر لیا اور سپاہی کو تنبیہ کر کے بیرک میں بھیج دیا۔ جب نواں سپاہی کمانڈنگ افسر کے سامنے پیش ہوا تو وہ ایک ہی کہانی سنتے سنتے اکتا چکا تھا۔ "تمہیں کیا ہوا" افسر نے غرا کے سپاہی سے پوچھا۔

سر میں کسی سے ملنے گیا ہوا تھا میری بس چھوٹ گئی میں نے ٹیکسی روکی اس میں بیٹھا اور....." "ٹھہرو" افسر نے اس کی بات کاٹ دی۔ "مجھے معلوم ہے ٹیکسی خراب ہو گئی تھی۔"

"نہیں سر" سپاہی نے جواب دیا۔ ٹیکسی خراب نہیں ہوئی دراصل سڑک پر اتنے مردہ گھوڑے پڑے ہوئے تھے کہ ٹیکسی آگے بڑھانے میں ڈرائیور کو دشواری پیش آئی۔"

تمام قارئین کو عید مبارک

اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقی مسرتوں اور خوشیوں والی ہزاروں عیدیں نصیب کرے۔

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کے لیئے ہم سے رابطہ کریں !
ہر سائز کے نالی دار گتے کے ڈبے بنانے والے
ناصر پیکجز
S15 نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور ،
ٹیلیفون فیکٹری : ۸۰۱۱۸۵
۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ ۔ طاہر احمد وڑائچ

نصاب امتحانات خدام الاحمدیہ

نصاب مبتدی

1۔ ارکان ایمان و ارکان اسلام۔ 2۔ نماز سادہ و با ترجمہ، نماز کے بعد کی دعائیں اور دیگر مسنون دعائیں۔ جیسے اذان کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے کی اور نکلنے کی دعا، دعائے قنوت۔ 3۔ قرآن کریم ناظرہ۔ 4۔ وفات مسیح، نبوت اور صداقت مسیح موعود کے بارہ میں آیات، احادیث اور عقلی دلائل پر مشتمل کم از کم تین تین دلیلیں زبانی یاد کرنا۔

یہ امتحان ہر سال ہوا کرے گا اور جو خادم اس امتحان کو پاس کر لیں گے وہ سابق کا امتحان دے سکیں گے۔

نصاب سابق

سابق کے امتحان کا نصاب چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ہر سال ایک حصہ کا امتحان ہوتا ہے۔

امسال 91۔92ء میں سال دوم کے نصاب کا امتحان ہوگا۔

ترجمہ قرآن کریم: پارہ 6 تا 10۔

حفظ قرآن کریم: سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ۔

احادیث: حدیقۃ الصالحین۔ حدیث 1 تا 100

کتب سلسلہ: "حقیقۃ الوحی"، "ذکر الٰہی"، "مذہب کے نام پر خون"۔ دستور اساسی خدام الاحمدیہ

سالانہ مقالہ نویسی

"خلافت کی اہمیت، عظمت و برکات"

ذیلی عناوین

1۔ خلافت "خلیفہ" کے لغوی معنی۔
2۔ خلافت کے اصطلاحی معنی۔
3۔ مذاہب سابقہ میں خلافت کا تصور۔
4۔ اسلام میں خلافت کا تصور۔
5۔ خلفائے راشدین کی خلافت حقہ اور اس کا انتخاب و طریق انتخاب۔
6۔ جماعت احمدیہ میں نظام خلافت
(الف) پیشگوئیاں
(ب) نظام کا قیام

اسلامی نظام سیاست و حکومت میں خلافت حقہ کی اہمیت

مقام خلافت

- O خلیفہ کا مقام اور سچے خلیفہ کی علامات
- O دلائل کہ خلیفہ کو معزول نہیں کیا جا سکتا۔
- O نظام خلافت کی ملوکیت اور جمہوریت پر برتری اور اس کے دلائل۔
- O استحکام خلافت میں خلفاء احمدیت کا کردار

برکات خلافت

1۔ تمکنت دین 2۔ قیام عبادت

3۔ خوف کے حالات کی امن سے تبدیلی 4۔ شرک کا خاتمہ وغیرہ

برکات خلافت واقعات کے آئینے میں

O اشاعت دین حق O اشاعت قرآن عظیم

O استحکام نظام O خدمت خلق (نصرت جہاں سکیم وغیرہ)

O تعلیم و تربیت

امدادی کتب

قرآن مجید (سورۃ نور)

کتب حضرت مسیح موعود: تفسیر حضرت مسیح موعود.... "الوصیت"۔ "شہادت القرآن"۔ "سر الخلافہ"

کتب حضرت مصلح موعود:۔ "خلافت راشدہ"۔ "خلافت حقہ اسلامیہ"۔ "منصب خلافت"۔ "انوار خلافت"۔ "اختلافات سلسلہ کی تاریخ"۔ "اسلام میں اختلافات کا آغاز"۔ "تفسیر کبیر"

"حیاۃ نور" کا متعلقہ حصہ۔ "تاریخ احمدیت" خصوصاً جلد 4-5 شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
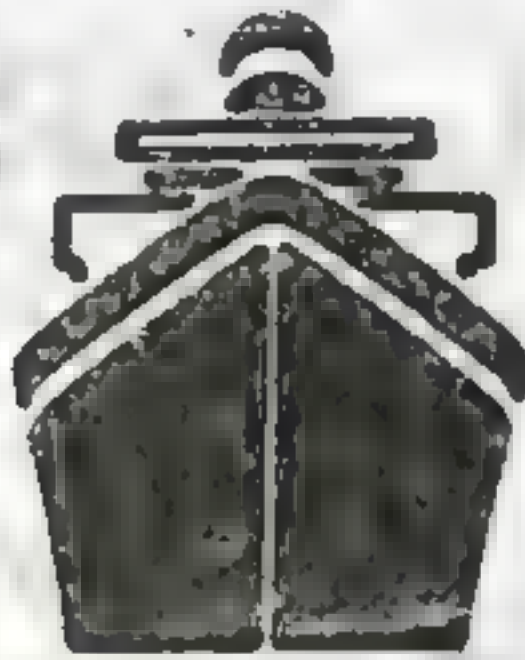
حسن انتخاب

(انتخاب طارق محمود ناصر اور خالد محمود ٹیپو-ربوہ) ************************

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

شاید ادھر سے قافلۂ رنگ و بو گیا
خوشبو کی سسکیاں ہیں ابھی تک ہواؤں میں

چند لمحوں کی رفاقت کو غنیمت جان لو
ورنہ منزل پر پہنچ کر کون کس کا آشنا

شب فراق تو کٹتی نظر نہیں آتی
خیال یار میں آؤ فراز سو جائیں

یہ جیسے لوگ ہیں ویسے نظر نہیں آتے
رفاقتوں میں چھپی ہیں عداوتیں کیا کیا

اس کی تصویر لئے بیٹھا ہے آنکھوں میں قتیل
جس کے ملنے کی کوئی آس نہیں ہے یارو

کسے ڈھونڈو گے ان گلیوں میں ناصر
چلو اب گھر چلیں دن جا رہا ہے

وہ ایک شخص کہ ناصر بھی ہے سخنور بھی
اس کا نام تو سارا جہان لیتا ہے

چپ چاپ اپنی آگ میں جلتے رہو فراز
دنیا تو عرض حال پر بے آبرو کرے

یہ درد کی تنہائیاں یہ دشت کا ویراں سفر
ہم تو اب اکتا گئے اپنی سنا آوارگی

خدا نصیب کرے ان کو دائمی خوشیاں
عدم وہ لوگ جو ہم کو اداس رکھتے ہیں

اس کے بغیر آج بہت جی اداس ہے
جالب چلو کہیں سے اسے ڈھونڈ لائیں ہم

درو دیوار پہ اک حسرت سی برستی ہے قتیل
جانے کس دیس گئے پیار نبھانے والے

دل میں کانٹے سے چبھ رہے ہیں عدم
شاید اب موسم بہار آئے

تھم جائیں میرے آنسو تو پھر شوق سے جانا
ایسے میں کہاں جاؤ گے برسات بہت ہے

سب کو سیراب وفا کرکے بھی پیاسا رہنا
ہم کو لے ڈوبے گا اے دل تیرا دریا رہنا

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

جنگل میں اس طرح کی اداسی کبھی نہ تھی
اے کارواں ٹھہر کوئی ساتھی بچھڑ گیا

صبا نے در زنداں پہ آکے دی دستک
سحر قریب ہے دل سے کہو نہ گھبرائے

* *

ہائکنگ کلب پاکستان

(مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر ۱۹۹۱ء میں ایک ہائکنگ کلب قائم کیا۔ اس کلب نے جون ۹۱ء میں کام شروع کیا۔ ضروری سامان کی خریداری کے بعد جون کے آخر میں کلب کے زیر اہتمام پہلا گروپ ہائکنگ کے لئے وادی کاغان کی طرف گیا۔ الحمدللہ۔ کلب کے قیام اور گروپس کی رپورٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے خوشنودگی کا اظہار فرمایا۔

گذشتہ سال کلب کے زیر اہتمام ۵ گروپس ہائکنگ / ٹریکنگ کے لئے گئے۔ ان پروگرامز میں پشاور، کوہاٹ، راولپنڈی، اسلام آباد، ربوہ، فیصل آباد، لاہور اور ملتان سے ۳۶ ممبرز نے حصہ لیا۔ ۱۲ سال سے ۴۰ سال تک کی عمر کے ممبرز نے شرکت کی۔ یہ گروپس وادی کاغان، شوگران، سری پایہ، بانس گلی، دودی پت، مہوڈنڈ لیک، دیوسائی پلین اور مزینو پاس کے ٹریکز پر گئے۔ دیوسائی پلین پامیرز کے بعد دنیا کی بلند ترین (14000 Ft) پلین ہے۔ اور مزینو پاس (17644 Ft) دنیا کے بلند ترین دروں میں سے ایک ہے۔

ہائکنگ محض پہاڑوں پر ریک سیک اٹھا کر جانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک صحت مند تفریح کے علاوہ ایک Action Oriented نظام تربیت بھی ہے۔ اس لئے کلب ممبرز کو پہلے ضروری باتوں (مثلاً تعارف، ابتدائی طبی امداد، پہاڑوں پر اور برف میں چلنے کے طریق، چند ضروری گرہیں، ہائکنگ میں استعمال ہونے والے کپڑوں اور سامان کا تعارف غذا اور غذائیت، قیادت، مہم کے دوران طرز عمل، ماحولیاتی تحفظ اور سفر پر جانے، چڑھائی چڑھنے اور اترنے کی مسنون دعائیں) کے بارے میں بریفنگ دی جاتی ہے۔

کلب اپنے ممبرز کو مندرجہ ذیل سہولتیں مہیا کرتا ہے۔

1- ہائکنگ کے لئے معلومات اور راہنمائی۔

2- ہائکنگ کے پروگرام تشکیل دے کر ایک نظام کے تحت ممبرز کو ہائکنگ کے لئے بھیجتا ہے۔ اس طرح کے پروگرام عام طور پر ۸ دن کے ہوں گے اور ایک پروگرام کی فیس =/۹۸۰ روپے ہے جس میں مندرجہ ذیل اخراجات شامل ہوں گے۔

○ پشاور میں قیام و طعام

○ پشاور سے آگے اور واپسی تک قیام و طعام کا خرچہ، ہائکنگ کا سامان (ٹینٹ، ریک سیک، سلیپنگ بیگ، میٹرس وغیرہ) خوراک اور کھانے پکانے کا جملہ سامان اعلیٰ معیار کا مہیا کیا جائے گا۔ صرف ذاتی سامان (کپڑے وغیرہ اور جوتے) لانا ہو گا۔

○ ہر گروپ کے ساتھ ایک لیڈر کلب کی طرف سے جائے گا جو ہائکنگ میں خاطر خواہ تجربہ رکھتا ہو گا۔

علاوہ ازیں پشاور میں ہائکنگ و ٹریکنگ سے متعلق ایک ویڈیو فلم بھی دکھائی جائے گی۔ راستے کے نقشے اور معلومات مہیا کی جائیں گی۔

3- ہائکنگ کا شوق اور رجحان رکھنے والے ممبرز کو ایڈوانس کورسز کروائے جائیں گے۔

92 کا پروگرام

(A) لیڈر شپ کورس۔ اس سال جون میں دو ہفتے کا ایک لیڈر شپ کورس کروایا جائے گا۔

(B) کیمپنگ ہائکنگ کورس (CH)

یہ کورس بچوں (13-16 سال) اور بڑی عمر کے ممبرز کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں کیمپنگ اور ہلکی ہائکنگ کروائی جائے گی۔

❁ کیمپ

1- شوگراں کیمپ اور سیف الملوک 2- مهوڈنڈ کیمپ (سوات)

3- لالہ زار کیمپ 4- کاغان کیمپ

(C) ٹریکنگ اور بیک پیکنگ کورس (TK)

یہ کورس ٹریکنگ اور بیک پیکنگ پر مشتمل ہوگا۔

❁ ٹریکز

1- رتی گلی 2- بانس گلی 3- کمک ڈوری گلی 4- نیات گلی 5- بابو سر ٹریک 6- سرال گلی 7- کیوائی مکڑہ۔ مظفر آباد ٹریک 8- پلوغہ گلی 9- کنڈ بنگلہ۔ موسیٰ کا مصلیٰ۔ پارس 10- جل کھڈ گلی 11- دیوسائی ٹریک (یہ 8 دن سے زائد کا ہوگا)

(D) High Altitude Trekking Course

اس میں تجربہ کار ٹریکرز حصہ لیں گے۔

(1) کچی کنی ٹریک (2) مزینو پاس ٹریک

(ان ٹریکز کے علاوہ اگر کوئی گروپ کسی اور ٹریک پر جانا چاہے تو اس کا انتظام بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس ٹریک کے بارے میں اس گروپ یا کلب کے پاس کافی معلومات ہوں)

یہ پروگرام وسط جون تا وسط ستمبر تک ہوں گے۔ اور ہر ماہ 2-3 گروپس جائیں گے۔ معین تاریخوں کا اعلان الفضل میں مئی اور جون کے پہلے ہفتہ میں کیا جائے گا۔ نیز اگر کوئی گروپ ایک ہی جگہ سے ہو تو اس صورت میں ان کی طرف سے مجوزہ تاریخوں کو بھی پروگرام میں Adjust کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ وقت سے پہلے اطلاع کر دیں۔

انشاء اللہ عنقریب پہلی سالانہ رپورٹ بھی شائع ہو جائے گی۔ اس میں ان ٹریکز کے بارے میں مزید معلومات اور نقشے بھی شامل کئے جائیں گے۔

ممبرشپ کا طریق

ممبرشپ فارم قائد ضلع / دفتر خدام الاحمدیہ ربوہ۔ یا کلب سے خط لکھ کر منگوایا جا سکتا ہے۔ ممبرشپ فارم اور ممبرشپ فیس -/25 روپے سالانہ بھیج کر ممبرشپ حاصل کی جا سکے گی۔

کورس میں شمولیت کا طریق

کورس میں شمولیت کا فارم (کلب سے منگوایا جا سکتا ہے) اور کورس کی فیس بھیج کر بکنگ کی جا سکتی ہے۔

رابطہ :

ہائکنگ کلب
پوسٹ بکس نمبر 1118
پشاور صدر - 25000
فون نمبر ڈاکٹر حامد احمد گھر 216214 - (0521)
ناصر الدین 44332 (0521)

تجربہ کار ہائکرز اور ٹریکرز کے لئے

ہائکنگ کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اس مرکزی کلب کی ممبرشپ حاصل کرکے اس کو مضبوط بنائیں۔

- جب بھی آپ ہائکنگ کے لئے جائیں، جانے سے پہلے کلب کو اطلاع ضرور کریں اور اسی طرح واپس آکر ایک رپورٹ تیار کرکے کلب کو ضرور بھجوائیں تاکہ کلب اپنی سالانہ رپورٹ میں اس کو شامل کرکے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیج سکے۔
- آپ جو ٹریک ابھی تک کر چکے ہیں ان کی تفصیل سے مطلع کریں اور ٹریک کے بارے میں اپنی معلومات بھی کلب کو مہیا کریں تاکہ دوسرے جانے والوں کو کلب وہ معلومات مہیا کر سکے۔ کلب آپ کے تعاون کا منتظر رہے گا۔

ڈاکٹر حامد احمد
ناظم ہائکنگ کلب پاکستان
مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

ہفتہ اشاعت

تمام مجالس 17 تا 24 اپریل کو ہفتہ اشاعت منائیں اس دوران خالد اور تشحیذ کے خریداروں میں اضافہ کیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ اشتہارات لے کر بھجوائے جائیں اور اعانتِ خالد و تشحیذ کے لئے بھی بھرپور کوشش کی جائے۔ قائدین سے گزارش ہے کہ 15 مئی تک اس کی رپورٹ شعبہ اشاعت میں بھجوادی جائے۔

(مہتمم اشاعت)

Monthly

KHALID

REGD. NO. L. 5830

Digitized By Khilafat Library Rabwah

APRIL1992

Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ